www.emarsiya.com

زورِ یدُاللّٰہی

بحرِ سخن میں آج ہے طوفان ساقیا
دُر ہائے بے بہا کا ہے امکان ساقیا
ممنونِ صد کرم پہ، پھر احسان ساقیا
اک جام اور، میں ترے قربان ساقیا
پھر قلبِ ناشکیب کی حسرت نکال دے
مینا سے آج پھر مرے ساغر میں ڈھال دے

www.emarsiya.com

ساقی قلیل وقت ہے اور کام ہے کثیر
تجھ سے مدد نہ چاہے تو کس سے ترا فقیر
تیرا کرم ہے اہلِ مودّت کا دستگیر
تیری عطا سے ذرّے ہوتے ہیں مہِ منیر
ایسی پلا کہ ہوش میں آؤں سنبھل سکوں
دامن بچا کے منزلِ ہستی میں چل سکوں

ساقی وہ جام دے کہ طبیعت ہو باغ باغ
بھر دے مئے طہور سے مجھ رند کا ایاغ
اس دل پہ رہ نہ جائے کہیں تشنگی کا داغ
تو صاحبِ عطا ہے تو میں مفلس اللّماغ
ساقی عطائے خاص کا انعام چاہیئے
روشن، دل و دماغ ہوں، وہ جام چاہیئے

مجھ کو نہ کیف کی ہے نہ مستی کی آرزو
آرام کی نہ عیش پرستی کی آرزو
صحرا کا ہے خیال نہ بستی کی آرزو
اب صرف ہے معارفِ ہستی کی آرزو
تیری توجہات اگر ہوں تو بات ہو
بھر جائے جامِ خشک تو عرفانِ ذات ہو

www.emarsiya.com

اب تک تو ہوں میں رازِ حقیقت سے بے خبر
کیوں بزمِ کائنات میں بھیجا گیا بشر
ہونے میں کیا ہے نفع نہ ہونے میں کیا ضرر
ہست و عدم کے پھیر میں جمتی نہیں نظر
کیوں داستاں کہی گئی عنوان کے لیے
کیوں کائنات بن گئی انسان کے لیے

یہ مشتِ خاک اور خدائی کے اختیار
اس بندۂ حقیر کا اس درجہ افتخار
جولاں گاہ اس کی بنے بحر و کوہسار
اس کے تصرفات میں اقلیمِ روزگار
ابر و ہوا و آتش و آب، اس کے واسطے
ارض و سما و برق و سحاب، اس کے واسطے

مجبورِ محض ہو کے بھی مختار ہے بشر
جاہل ہے پھر بھی واقفِ اسرار ہے بشر
آزاد ہے اگرچہ گرفتار ہے بشر
کتنی عنایتوں کا سزاوار ہے بشر
دریا ہیں اس کے واسطے اس کی زمین ہے
یہ بزمِ کائنات کا مسند نشین ہے

www.emarsiya.com

مٹی پہ ڈالتا ہے جو یہ غور سے نظر
ذرّوں میں ڈھونڈ لیتا ہے صد لعل و صد گہر
ہوتا ہے کچھ جو قصدِ زراعت زمیں پر
کرتا ہے ریگزار کو رشکِ بساطِ زر
مورِ ضعیف کوہ کی ٹکر سنبھال لے
پہنائے بحر میں ہو تو موتی نکال لے

ایسا ضعیف جس کو ذرا سی ہوا اُڑائے
ایسا قوی پہاڑ کو توڑے تو ٹوٹ جائے
اتنا حقیر جس سے زمیں کو بھی شرم آئے
اتنا رفیع، عرش کی جو زینتیں بڑھائے
بے اختیار ہو کے بھی سب اختیار میں
اضداد کتنے جمع ہیں مشتِ غبار میں

یہ جہل میں ہے، سنگِ گراں سے بھی کچھ گراں
یہ علم میں ہے، علمِ الٰہی کا رازداں
یہ ظلم میں ہے، تیرہ دروں دشمنِ جہاں
یہ حلم میں ہے، صبر و تحمل کی داستاں
یہ کس قدر حقیر ہے کیا پُر شکوہ ہے
سمٹے تو ایک ذرہ ہے ابھرے تو کوہ ہے

www.emarsiya.com

احسانِ کردگار کا اقرار ہے کہیں
خود ذاتِ کردگار سے انکار ہے کہیں
بیخود کہیں ہے دیدۂ بیدار ہے کہیں
درماں کہیں ہے زیست کا آزار ہے کہیں
کس رُخ سے چھوڑ دیجئے کس رُخ سے دیکھئے
انساں عجیب چیز ہے جس رُخ سے دیکھئے

آدم کے ایک سجدۂ اوّل کا یہ صِلا!
ہوتا نہیں ہے ختم نوازش کا سِلسلہ
انعام بندگی میں اِسے کیا نہیں ملا
آئینۂ حیاتِ پہ اتنی ہوئی جِلا
سمجھا کے فرق اس کو صواب و گناہ کا
مختار کر دیا ہے سپید و سیاہ کا

آدم کا سجدہ تھا فقط اظہارِ بندگی
گویا لبِ خموش سے اقرارِ بندگی
روشن جو قلب پر ہوئے انوارِ بندگی
ظاہر کئے فرشتوں پہ اسرارِ بندگی
نورِ محمدیؐ تھا جو سجدے میں ڈھل گیا
اک جذبہ تھا جو پیشِ مشیت مچل گیا

www.emarsiya.com

نورِ محمدی جو تھا تخلیقِ اولیں
وہ نور جس سے عرش کی تابانیاں بڑھیں
جس کو کہا تھا دیکھ کے خالق نے آفریں
آدم کی جگمگائی اسی نور سے جبیں
دیکھا ملائکہ نے بڑے انہماک سے
وہ نور جلوہ گر ہوا آدم کی خاک سے

آدم کی طینت اور یہ نورِ محمدی
آدم کے دل پہ چھایا سرورِ محمدی
نورِ خدا کے سامنے نورِ محمدی
جھکتا نہ کس طرح سے شعورِ محمدی
یہ نور جس کا روزِ ازل میں ظہور تھا
حکمِ خدا سے حسنِ عبادت کا نور تھا

پیدا کیا گیا تھا خلافت کے واسطے
رکھا گیا تھا اپنی نیابت کے واسطے
اجماعِ انبیاء کی امامت کے واسطے
یعنی بطورِ خاص عبادت کے واسطے
روزِ ازل جو حکم مشیت کا ہو گیا
انسان کو شعور عبادت کا ہو گیا

www.emarsiya.com

انعامِ سجدہ میں یہ زمین و زماں بنے
دنیا بسی، فضائیں بنیں، آسماں بنے
دریا بہے زمین پہ کوہِ گراں بنے
شہر و دیار و قریہ بنے اور مکاں بنے
اک سجدۂ خلوص نے کیا کیا بنا دیا
خوش ہو کے حق نے بزمِ جہاں کو سجا دیا

تاریکیاں جہاں تھیں وہاں جل گئے چراغ
ہر سمت لہلہانے لگے جاں نواز باغ
رستے بنے، کہ بھول نہ جائے کوئی سُراغ
حق کی طرف رجوع ہوئے اب دل و دماغ
تھی ابتدا تو روح کا وجدان اور تھا
پھر رفتہ رفتہ دہر میں انسان اور تھا

اب وہ صفائے قلب نہ وہ سادگی کا رنگ
بڑھنے سے بیخودی کے چڑھا کچھ خودی کا رنگ
بدلا مرورِ وقت نے یوں زندگی کا رنگ
آدم سے مختلف ہُوا کچھ آدمی کا رنگ
انساں جو حق کے مرکزِ محکم سے ہٹ گئے
تفریقِ رنگ و نسل کے حلقوں میں بٹ گئے

www.emarsiya.com

بھٹکے جو ذہن، ذوقِ عبادت ہوا تباہ
ہر منظرِ حیات سے لینے لگا پناہ
معبود آگ تھی کہیں، مسجود مہر و ماہ
پوجیں کہیں درخت کہیں افعیٔ سیاہ
بگڑے جو اعتقاد تو اوھام بن گئے
پتھر تراشنے لگے اصنام بن گئے

پیدا ہوا جو ذہن میں پندارِ ما و من
انسان کا بگڑ گیا کچھ اور بھی چلن
ہر گھر میں اپنے اپنے بتوں کی ہوئی لگن
بڑھنے لگا خیال کی صورت گری کا فن
توحید کے نقوش جو مفقود ہو گئے
بندوں سے کچھ زیادہ ہی معبود ہو گئے

اصلاحِ حال سے نہ مشیّت تھی بے خبر
بھیجے گئے رسول ہر اک ملک و قوم پر
کی سب نے سعیٔ اس کی کہ حد میں رہے بشر
لیکن ہر ایک قوم رہی مائلِ ضرر
کچھ اور جب زیادہ ہوا زنگ رُوح کا
سب کو بہا کے لے گیا طوفان نوُح کا

www.emarsiya.com

جب ردِّ حق کی مل نہ سکی کفر کو دلیل
بھڑکے ہوتے الاؤ میں پھینکے گئے خلیل
آئے خدا کے حکم سے فوراً ہی جبرئیل
آتشکدہ بنا دیا اِک گلشن جمیل
اُس آگ کو ادب سے بھی بجھنا ضرور تھا
پیشانیٔ خلیل میں احمدؐ کا نور تھا

موسیٰ کے ساتھ قوم نے کیا کیا نہیں کیا
تعلیمِ حق کو ذہن سے یکسر مٹا دیا
دامانِ دیں کا چاک کسی نے نہیں سیا
جس سے کیا تھا منع وہ کھایا وہی پیا
لہرا گئی جلالِ خدائے جلیل میں
فرعون غرق ہو گیا دریائے نیل میں

عیسیٰ پہ تہمتیں کہیں مریم پہ اتہام
ہر گوشِ کر نے رد کیا اللہ کا پیام
سُننا ہی چاہتا نہ تھا کوئی خدا کا نام
آخر لیا پیامِ عبادت کا انتقام
پہلے تو ان کو سحر سے منسوب کر دیا
پھر عیسیٰؑ مسیح کو مصلوب کر دیا

www.emarsiya.com

آتے رہے گذرتے رہے دہر میں نبی
طغیانِ کفر کی تھی جو صورت وہی رہی
اصلاحِ حال کے لیے کچھ دیر تھی ابھی
خود اپنی منزلوں میں تھا نورِ محمدی
تھا جس کا انتظار وہ ساعت بھی آگئی
آغوشِ آمنہ میں رسالت بھی آگئی

آئے محمدؐ عربی رحمتِ جہاں
دنیا میں نورِ حق کا اجالا ہوا عیاں
ذرّوں سے پھوٹنے لگیں پیہم تجلیاں
ہیبت سے کانپنے لگے ایوانِ خسرواں
کچھ اس طرح سے بارشِ انوار ہوگئی
مکّے کی سرزمین ضیاء بار ہوگئی

دادا خوشی سے جھوم گئے ہنس دیئے چچا
ہاشم کی نسل میں گلِ وحدانیت کھِلا
سایہ تو سر سے پہلے ہی اٹھّا تھا باپ کا
ہر سانس میں نثار ہوئی ماں کی مامتا
دربارِ کبریا کی عطائے عظیم تھا
آغوشِ آمنہ میں جو دُرِ یتیم تھا

www.emarsiya.com

یہ صادق و امین و سخی افضلُ البشر
اپنی جگہ پیامِ خدا پھر پیامبر
ہر بات کا خیال ہر اک چیز کی خبر
بندوں پہ اِس طرف تو خدا پر اُدھر نظر
میزانِ انتخاب میں دِل تولتا ہوا
بندہ مگر خدا کی زباں بولتا ہوا

خلقِ عظیم، فیض رساں، رحمتِ تمام
مسند نشینِ عرش نبیؑ فلک مقام
اللہ رے اُس کے ذوقِ عبادت کا اہتمام
دِل میں خدا کی یاد تو لب پہ خدا کا نام
روشن جو اُس میں چاند رسالت کا ہو گیا
غارِ حرا گواہ عبادت کا ہو گیا

بعثت کے بعد گھر میں وہ آنا رسول کا
دینِ خدا کی راہ بتانا رسول کا
توحید کا پیام سُنانا رسول کا
پھر وہ علی سے آنکھ ملانا رسول کا
سمجھی ہوئی نگاہ بھی کیا کام کر گئی
پہلے علی کو داخلِ اسلام کر گئی

www.emarsiya.com

دس گیارہ سال کا تھا وہ فیضانِ تربیت
جس نے علی کو بخشی تھی ایمان کی صفت
تھی دونوں بھائیوں میں نہ دم بھر مفارقت
تبلیغ پہلے گھر میں ہو، یہ بھی تھی مصلحت
مقصد یہ تھا کہ نور کے پہلو میں نور ہو
کوئی وزیرِ شاہِ رسالت ضرور ہو

منشائے احمدی سے خبردار ہیں علی
خود انتخابِ احمدِ مختار ہیں علی
سرِّ نبی ہیں صاحبِ اسرار ہیں علی
دَر علم کا ہیں، عزم کی دیوار ہیں علی
پہچانتی ہے چشمِ رسالت علی کی شان
ہے عینِ عزم و علم و عبادت علی کی شان

پہلے خدا کا نام لیا ہے وہی ہیں یہ
ہر معرکے میں ساتھ دیا ہے وہی ہیں یہ
ہر کام امرِ حق پہ کیا ہے وہی ہیں یہ
غصّے کو صبر کر کے پیا ہے وہی ہیں یہ
وہم غلط نہیں کہیں ان کی حیات میں
ہر سانس تھی خدا کے لیے کائنات میں

www.emarsiya.com

عہدِ رسولِ پاک میں پیہم جہادِ دیں
بعدِ رسول صبر و رضا دولتِ یقیں
قرآں کی دیکھ بھال رہی فرضِ اوّلیں
اِن کی نظیر عالمِ اسلام میں نہیں
مصروفیت جو حق سے تھی راز و نیاز میں
زخمی بھی یہ ہوئے تو خدا کی نماز میں

وقتِ سحر وہ مسجدِ کوفہ کا اژدھام
آئے نمازِ صبح کو جب اولیں امام
لائے زبانِ پاک پہ اللہ کا پیام
قاتل کی تیغ کر گئی اُس وقت اپنا کام
ہوتے ہیں یوں خدا کی محبت میں سرخرو
جیسے علی ہوئے تھے عبادت میں سُرخرو

حسنین سے کہا کہ دکھاؤ نہ اضطراب
ہر وقت شکرِ رب میں ہے اک صورتِ ثواب
قاتل جو ہے پلاؤ اُسے جا کے سرد آب
برحق ہے موت، عالمِ فانی ہے اک سراب
تحفہ ہے یہ حیاتِ خوش انجام کیلئے
ہر غم ہمیں قبول ہے اِسلام کیلئے

www.emarsiya.com

اب تم ہو حفظِ دینِ محمدؐ کے ذمہ دار
حق کو نہ چھوڑنا کبھی از روئے اضطرار
وہ صلح کی ہو راہ کہ میدانِ کارزار
خوشنودیٔ خدا کو بنائے رہو شعار
دشمن ہے اپنا کفر بھی، ابنائے دھر بھی
راہِ خدا میں ملتا ہے خنجر بھی زہر بھی

اس زندگی میں رشتۂ وحدت نہ چھوڑنا
بے آسرا رسول کی اُمّت نہ چھوڑنا
تیغوں کے سائے میں بھی عبادت نہ چھوڑنا
دنیا کی اِقتدا میں امامت نہ چھوڑنا
روشن چراغِ حق کو رکھو اہتمام سے
منہ پھیر لو جو کوئی ہوا آئے شام سے

اللہ رے علی کی بصیرت زہے نظر
مستقبلِ بعید کی گویا تھی ہر خبر
زہراب سے حسن کا جو ٹکڑے ہوا جگر
اب ذمہ داری آ گئی پوری حسینؑ پر
قرآں کو سنبھالا ہے پورِ بتول نے
دینِ خدا بچایا ہے سبطِ رسول نے

www.emarsiya.com

نانا نہیں ہیں باپ نہیں ہیں حسن نہیں
کچھ دن ہوئے جو دہر کا تھا وہ چلن نہیں
جو انجمن تھی نُور کی وہ انجمن نہیں
لیکن امامِ دیں کی جبیں پر شکن نہیں
قبرِ نبیؐ پہ محوِ عبادت حُسین ہیں
صرفِ ادائے فرضِ امامت حُسین ہیں

اُٹھتی ہے جب زمانے کی جانب ذرا نظر
یہ دیکھتے ہیں اور ہی عالم ہے سربسر
لاکھوں گلے ہیں پڑ گئے ہیں جن میں طوقِ زر
تعلیمِ حق کا اب نہیں باقی کوئی اثر
کل تک جو قید میں تھے وہ دیوانے کھُل گئے
ویران مسجدیں ہوئیں میخانے کھُل گئے

اڑنے لگے ہواؤں میں قرآں کے ورق
چہرہ اداس دیں کا ہے مذہب کا رنگ فق
اسلام کا خیال نہ ایمان کا قلق
بھولے ہوئے ہیں لوگ محمدؐ کا ہر سبق
محفوظ عصمتیں ہیں نہ حفظ داماں کی خیر
جو ہے وہ چاہتا ہے فقط اپنی جاں کی خیر

www.emarsiya.com

دولت پہ ہو گیا جو زمانے کا انحصار
سرمایہ دار کرنے لگے قوم کا شکار
ہونے لگا متاعِ شریعت کا کاروبار
اسلام کا گلا تھا سنہری چھری کی دھار
نازل ہوئی بلائے حکومت عوام پر
ایماں خریدے جاتے ہیں بیعت کے نام پر

زنداں کے قید و بند میں تھے اہلِ اتقا
فسق و فجور و فحش کی چلنے لگی ہوا
کاٹی گئی زباں جہاں حرفِ حق کہا
جس کی صدا بلند ہوئی گھُٹ گیا گلا
خوفِ شدید میں جو ہر اک مبتلا ہوا
اک اک خطیبِ دیں کا دہن تھا سِلا ہوا

مقصودِ اہلِ ظلم ہوا صرف جلبِ زر
انساں کی کوئی قدر نہ ایمان کی خبر
اربابِ اقتدار تھے خود بین و خود نگر
گھر اپنے بھر رہے تھے جو دنیا کو لوٹ کر
مرکز جہاں زمانہ کُش و فتنہ ساز ہو
کیوں اہلِ شر کی اُس میں نہ رسّی دراز ہو

www.emarsiya.com

مظلوم کے گلوں سے نکلتی نہ تھی کراہ
فکرِ درست بھی تھی نہایت بڑا گناہ
کچلے گئے ضمیر تو دل ہو گئے سیاہ
حق کی طرف عوام کی اٹھتی نہ تھی نگاہ
سیلابِ جور بڑھتا تھا طوفان کی طرح
پیوست دل میں طمع تھی سرطان کی طرح

شبیر سے بھی ظلم کی بیعت ہوئی طلب
الجھے شہ زمانہ سے بے شرم و بے ادب
اللہ رے حلم بڑھنے نہ دی آتشِ غضب
آخر یہ دیکھ کر کہ نہیں راہ اور اب
قبرِ رسولؐ پاک سے رخصت ہوئے حسینؑ
یوں رہگرائے وادیٔ غربت ہوئے حسینؑ

نکلے مدینہ چھوڑ کے اب وارثِ رسول
مکے کی سمت آئے جگر گوشۂ بتول
دنیا کے مشوروں کو نہ ہرگز کیا قبول
ایمان کے اصول ہیں ایمان کے اصول
آئے مزارِ جد پہ، رضا لے کے چل دیئے
گھر کو خدا کے، یادِ خدا لے کے چل دیئے

www.emarsiya.com

لیکن خدا کے گھر بھی نہ تھا امن کا مقام
آئی ہوئی تھی بھیس بدل کر سپاہِ شام
مدِّ نظر حرم کا جو تھا ان کو احترام
کعبے سے بھی نکل کے چلے دین کے امام
کیا کہئے رنگ آلِ نبی کے جلوس کا
اک قافلہ تھا صرف بہتر نفوس کا

جب کاروانِ آلِ محمد ہوا رواں
کعبے کے ذرّے ذرے سے اٹھنے لگی فغاں
کوفے میں شر ہی شر ہے نہیں خیر کا نشاں
اللہ اب حسین کہاں اور ستم کہاں
کوئی جہاں نہیں ہے شناسا رسول کا
اُس شہر کو چلا ہے نواسا رسول کا

ہر قلب میں بسی تھی محبت حسین کی
ہر ایک ذہن میں تھی عقیدت حسین کی
کعبے کو یاد تھی جو عبادت حسین کی
اِک سانحہ سی بن گئی رخصت حسین کی
نکلی کچھ اس طرح سے سواری امام کی
بیت الحرم سے آئیں صدائیں سلام کی

www.emarsiya.com

اپنے فرس پہ سیدِ والا ہوئے سوار
کچھ فاصلے سے ساتھ تھے عباس نامدار
پھر اُن کے بعد اکبر و قاسم بصد وقار
پھر تھی برادرانِ علمدار کی قطار

انداز میں وقارِ اب وجد لئے ہوئے
تھے بھیجوں کو عون و محمد لئے ہوئے

تھے ان کے بعد اور اعزائے ذی حشم
کھائے ہوئے رفاقتِ شبیر کی قسم
پھر ان کے بعد مجمعِ انصار محترم
راہِ وفا میں ساتھ بڑھائے ہوئے قدم

یہ کہہ کے ہودجوں پہ حسینی حرم چلے
اے کعبہ تو یہیں پہ رہا اور ہم چلے

آگے چلے کہ منزلِ حق کی تھی یہ دلیل
یعنی مراجعت کی نہیں تھی کوئی سبیل
پھر یہ سُنا کہ مر گئے مسلم بن عقیل
پھر یہ خبر ملی کہ پھرے وعدوں سے ذلیل

نشائے کردگار سے لیکن مفر نہ تھا
یہ سانحہ بھی مانعِ ذوقِ سفر نہ تھا

www.emarsiya.com

دیکھا جو حُر کا لشکرِ بے آب و نیم جاں
دریا دلیٔ ساقیٔ کوثر ہوئی رواں
کھلوا دیا کرم سے ہر اک مشک کا دہاں
بحرِ عطا سے موجۂ رحمت ہوا رواں
مُرجھا کے رہ گئے تھے جو شاداب ہو گئے
لشکر کے اونٹ گھوڑے بھی سیراب ہو گئے

بے آب و بے گیاہ وہ میدانِ ہولناک
چاروں طرف غبار میں اڑتی ہوئی وہ خاک
اُترے نماز کے لیے سبطِ رسولِ پاک
کس درجہ تھا ادائے عبادت میں انہماک
آواز سُن کے دشت و جبل آئے حال میں
اکبر اذان دیتے تھے لحنِ بلال میں

آراستہ نمازیوں کی ہو گئیں صفیں
شامل ہوا تھا حُر بھی نمازِ حُسین میں
سب نے کیا یہ عرض شرف ہم کو بخش دیں
سرکار آئیں فرضِ امامت ادا کریں
میدان کو رشکِ عرشِ معلّیٰ بنا دیا
عباس نے نبی کا مصلیٰ بچھا دیا

www.emarsiya.com

سجادے پر جو آئے امامِ فلک مقام
کی نیّتِ نماز بصد لطف و احترام
اللہ رے خضوعِ شہ عرشِ احتشام
وہ شان تھی کہ روحِ عبادت کرے سلام
کیا جانیئے مقامِ عبادت کہاں پہ تھا
جو سجدہ تھا زمین پہ وہ آسماں پہ تھا

کر آئے تھے نماز میں، دونوں جہاں کی سیر
معلوم تھا ولا ہے کہاں اور کہاں ہے بیر
اپنا بنے گا کون تو رہتا ہے کون غیر
بارے سلام پھیر کے مانگی دعائے خیر
سب کا بھلا ہو خواہ وہ اپنا کہ غیر ہو
یارب جہاں میں دینِ محمدؐ کی خیر ہو

ہو کر سوار اب جو یہ چاہا بڑھیں ذرا
حُر نے وہیں لجامِ فرس تھام کر کہا۔
جو فرضِ منصبی ہے وہ کرتا ہوں میں ادا
مجبور ہوں کہ اور نہیں کوئی راستا
اپنی ترقیات کا ساماں لیے بغیر
بڑھنے نہ دونگا بیعتِ سلطاں لیے بغیر

www.emarsiya.com

عباس سُن رہے تھے جو حُر کی یہ گفتگو
آئے ڈپٹ کے بولے کہ کیا چاہتا ہے تُو
ماتم میں روئے ماں تری اے شاہ کے عدو
بہہ جائے گا زمیں پہ اسی دم ترا لہو
تو بیعتِ حُسین کی جھوٹی ہوس کو چھوڑ
کرتا ہوں قطع ہاتھ لجامِ فرس کو چھوڑ

عباس کا جلال جو دیکھا حُسین نے
بھائی کو اپنے لطف سے روکا حُسین نے
بڑھ جائے اور بات نہ چاہا حُسین نے
حُر ہٹ گیا تو باگ کو موڑا حُسین نے
کی عرض حُر نے راہ سے ٹل جائیے کہیں
تاریک ہو جو رات نکل جائیے کہیں

شبّیر کو پکار رہی تھی جو کربلا
کِس طرح اپنی راہ بدل دیتے وہ بھلا
لکھا ہے ساری رات جو یہ قافلہ چلا
ہنگام صبح تھے وہی آثار برملا
منزل تمام ہو گئی قصدِ امام پر
خود رُک گئے فرس کے قدم اک مقام پر

www.emarsiya.com

پوچھا کہ اس مقام کو کہتے ہیں لوگ کیا
ہمراہیوں نے عرض کیا ہے یہ نینوا
ویسے ہے عرفِ عام میں مشہور کربلا
یہ سُن کے بس قیام کا پھر حکم دے دیا
بولے کہ یہ مقام مقدس ہے پاک ہے
اکسیر زندگی کے لیے اس کی خاک ہے

جب کربلا میں ہو چکے آراستہ خیام
عباس گرد پھرنے لگے بہرِ انتظام
تیور میں غیظ ہاتھ میں شمشیرِ بے نیام
اتنا بڑھا تھا جذبۂ خدمت پئے امام
دنیا کی مشکلوں کو نہیں مانتے تھے یہ
شبّیر کی نگاہ کو پہچانتے تھے یہ

گھِر گھِر کے اب تو آنے لگی فوجِ اشقیا
اٹھی اُفق پہ جور و ستم کی سیہ گھٹا
دریا کے پاس خیمے جو دیکھے تو یہ کہا
ہم کو ملا ہے حکم یہ ابنِ زیاد کا
مر جائیں اہلِ بیت جو مرتے ہیں پیاس سے
خیمے ہٹائیے ابھی دریا کے پاس سے

www.emarsiya.com

شبیرؔ جانتے تھے مآلِ سفر تمام
عباس کے سپرد کیا یہ بھی اہتمام
دریا کے پاس سے جو ہٹے شاہ کے خیام
گھاٹوں پہ ہو گئی متعین سپاہِ شام
اظہارِ ممکنات و محالات ہو گیا
دریا بھی عکسِ فوج سے ظلمات ہو گیا

عاشور تک پیاسے رہے شاہِ کربلا
ہر لمحہ بس خدا کی عبادت سے کام تھا
سمجھایا سب کو، فرضِ امامت ادا کیا
حجت تمام کر کے رفیقوں سے یوں کہا
اب آگیا ہے وقت بڑے امتحان کا
دشمن ہر ایک ان میں ہے بس میری جان کا

اٹھا ہے میرے واسطے ظلم و ستم کا ابر
ممکن ہے اس زمین پہ بن جائے اپنی قبر
واقف مقدرات سے ہوں آچکا ہے صبر
جو چاہے جائے آج کسی پر نہیں ہے جبر
انصار سن کے شاہ کا فرمان رو دیئے
مچلے دلوں میں موت کے ارمان رو دیئے

www.emarsiya.com

کہنے لگے کہ سیدِ والا نثار ہم
قربان ہوں گے آپ پہ، کھائی ہے یہ قسم
فوجِ ستم زیادہ سہی، ہم نہیں ہیں کم
اس فوج کو دکھاتے ہیں دم میں رہِ عدم
حملہ ابھی کریں جو سپاہِ لعین پر
بہتے بہائیں خون کا دریا زمین پر

دیکھی جو ناصروں کی محبت حسین نے
سب کو گلے لگایا یہ شفقت حسین نے
حملے کی خود سے دی نہ اجازت حسین نے
ایثار کی سمجھ لی ضرورت حسین نے
برباد ہو نہ دینِ خدا اِس خیال سے
شیروں کو اپنے روک لیا خود جدال سے

آخر نمازیوں پہ برسنے لگے جو تیر
آمادۂ قتال ہوئے شام کے شریر
پروانہ وار صدقے ہوئے کچھ جوان و پیر
انصارِ شاہ کی کوئی ملتی نہیں نظیر
خود اک حصارِ شاہِ جگردار بن گئے
تیروں کی باڑھ آئی تو دیوار بن گئے

www.emarsiya.com

جب ناصرانِ سبطِ پیمبر ہوئے شہید
آمادہ شر پہ ہو گئے شیطان کے مرید
خود شاہ سے ہوئے جو مبارز طلب پلید
پیشِ امام آتے وہیں قاسمِ سعید
آیا ادب سے تا بہ زباں مدعائے دل
سہرا اُلٹ کے عرض کیا ماجرائے دل

کہنے لگے حضور سُنیں دل کی آرزو
کھَولا ہوا ہے آج رگوں میں مرا لہو
رکھنی ہے خاندانِ رسالت کی آبرو
اترا رہے ہیں آج بہت دین کے عدو
جا کر ابھی بدلتا ہوں صورت جو رن کی ہے
مجھ میں علی کا خون ہے قوت حسن کی ہے

بس آپ سے ہوں اذنِ وغا کا امیدوار
دل ہے عروسِ مرگ سے ملنے کو بیقرار
خونِ عدو بہے تو چھٹے قلب کا غبار
میداں میں آج حیدری جوہر ہوں آشکار
جوہر جو رن میں جا کے دِکھاؤں حُسام کے
میدان میں نشاں نہ ملیں فوجِ شام کے

www.emarsiya.com

ہنگامِ مرگ حضرتِ شبّر کا حکم تھا
فرماتے تھے کہ وقت اِک ایسا بھی آئے گا
جائیں گے جب حسین مدینے سے کربلا
اماں کو یاد آج بھی ہے وہ ذرا ذرا!

بچوں سے میرے تم کو یہ کہنا ضرور ہے
خونِ حسن بھی دشت میں بہنا ضرور ہے

اب وقت آگیا ہے کہ ہو جائیں ہم فدا
لائیں وصیّتِ پدری کو یوں ہی بجا
نکلے وغا میں قلبِ طپیدہ کا حوصلا
سرکار اب خوشی سے عطا کیجیے رضا

سمجھیں نہ اس کو صرف مری التماس ہی
اماں بھی ہیں کھڑی ہوئی پردے کے پاس ہی

شبّیر نے بھتیجے کا جب یہ سنا کلام
بھر لائے اشک آنکھوں میں کونین کے امام
قاسم کو اذنِ جنگ دیں یہ سخت تھا مقام
لیکن عجیب وجہِ اثر تھا حسن کا نام

بخشی رضائے جنگ اب اُس خوش صفات کو
شبیر کیسے ٹالتے بھائی کی بات کو

www.emarsiya.com

خیمے سے نکلے قاسم گلگوں قبا چلے
نوشاہ جیسے کوئی بنا اور سجا چلے
لے کر ہر ایک قلبِ حزیں کی دعا چلے
رخصت ہوئی بہارِ چمن سے یہ کیا چلے
کچھ کہہ نہیں سکے جو ادب سے امام کے
اکبر خموش رہ گئے سینے کو تھام کے

یوں رن کی سمت قاسم گل پیرہن چلے
جیسے وطن کو کوئی غریب الوطن چلے
جیسے گلوں سے اُڑ کے بہارِ چمن چلے
شمشیر تولتے ہوئے یوں نعرہ زن چلے
زندہ رکھوں گا نام شہہِ مشرقین کا
بیٹا حسن کا ہوں میں بھتیجا حسین کا

بیٹے کا عزم دیکھ کے ماں مسکرا اٹھی
جیسے فسردہ شاخ پہ کھِل جائے اک کلی
دورِ خزاں میں جیسے بہار آ گئی نئی
جو دل کی آرزو تھی زباں تک وہ آ گئی
آواز دی کہ ظلم کا لشکر اُلٹ کے آؤ
مژدہ زباں پہ فتح کا ہو جب پلٹ کے آؤ

www.emarsiya.com

قاسم نے پھر پلٹ کے کیا ماں کو اک سلام
ظلمت کی سمت جھپٹا حسن کا مہِ تمام
گھبرائی فوج کہیں کہ بڑا سخت ہے مقام
باقی کہیں رہے گا نہ اب زندگی کا نام
ہم کو شکار ہونا ہے اپنے ہی دیس میں
ہم سب کی موت آتی ہے قاسم کے بھیس میں

نزدیک آئے ابنِ حسن دور بھاگ گئے
کچھ دن کی زندگی جو ہو منظور بھاگ گئے
کثرت پہ اپنی رہیئے نہ مغرور بھاگ گئے
ہم لوگ بھاگنے میں ہیں مشہور بھاگ گئے
بچ جائے جان بھاگ کے یہ بھی کمال ہے
ابنِ حسن سے بچ کے نکلنا محال ہے

لشکر کا دیکھا ارزقِ شامی نے جب یہ حال
نکلا گرج کے خیمے سے اپنے وہ بدخصال
للکارا فوجِ شام کو اُس نے بصد جلال
بھاگے بغیر جنگ کے بزدل ہو تم کمال
کوئی رجز نکل نہیں پاتا زبان سے
گھبرائے جا رہے ہو بس اِک نوجوان سے

www.emarsiya.com

ارزق سے ابن سعد یہ بولا کہ پہلوان
معلوم ہو گیا تجھے پیاری نہیں ہے جان
اے بے شعور یہ تو ہے شیروں کا خاندان
ابنِ حسن کو جنگ میں تو نوجواں نہ جان
قابو چلے گا اس پہ فقط کید و زور سے
اس شیر سے لڑو تو لڑو دور دور سے

ارزق نے ابن سعد کی سُنکر یہ گفتگو
ہنس کر کہا کہ واقعی بے حوصلہ ہے تو
شیروں کی بھی بساط ہے کیا میرے روبرو
کہتا ہوں میں جو فرق نہیں اس میں مو بہ مو
اُلٹوں مقابلے پہ اگر آستین کو
میں چیر دوں گا گلّہء گاوِ زمین کو

بولا یہ ابن سعد کہ قوت تری بجا
تسلیم ہے مجھے جو کہا تو نے سچ کہا
ابنِ حسن نبیرہ ہے شیرِ الٰہ کا
آساں نہیں ہے جنگ میں اس کا مقابلا
سُرمہ بنائیں اُس کا لڑیں جب پہاڑ سے
ظاہر نشان فتح ہے سہرے کی آڑ سے

www.emarsiya.com

ارزق یہ بولا افسرِ دوں مرتبہ ہے تو
اچھی نہیں زبان سے تیری یہ گفتگو
توہین ہے مری جو میں ہوں اس کے روبرو
چاروں پسر ہیں میرے دلیر اور جنگجو

اُن میں سے صرف ایک ہے بہتر ہزار پر
رستم بھی ہو تو رشک کرے ان کے وار پر

بولا یہ ابنِ سعد جو اتنا تجھے ہے ناز
دیکھوں کہ اُن میں کون ہے جانباز و نیزہ باز
باتوں میں وزن تو ہے تری اے سخن طراز
کھل جائے گا ابھی ترے اس اِدّعا کا راز

بھیجا ہے اپنے بھائی کا بیٹا امام نے
اپنے کسی پسر کو بُلا اُس کے سامنے

ارزق نے دی صدا، مرے بیٹو ادھر تو آؤ
اپنی بہادری کا نمونہ ذرا دکھاؤ
اس نوجوان کو یونہی زندہ پکڑ تو لاؤ
سب کی نظر میں آج مرا مرتبہ بڑھاؤ

ہے اسلحہ کا کام نہ تیغ و سناں کا ہے
لے آؤ باندھ کر یہ بہادر کہاں کا ہے

www.emarsiya.com

ہنس کر یہ ابنِ سعد نے کی اُس سے گفتگو
معلوم ہو گیا ہے بڑا بے وقوف تو
شیرِ خدا کا پوتا ہے یہ طفلِ ماہ رو
رگ رگ میں اس کی دوڑتا ہے ہاشمی لہو
بے جا ہے زعم تیرا، بچ اس امتحان سے
ایسا نہ ہو کہ جائیں یہ سب اپنی جان سے

ازرق یہ بولا دیکھیو اب صورتِ جدال
بیٹوں سے میرے بچ سکے کوئی یہ کیا مجال
ہے بازی گاہ ان کے لیے عرصۂ قتال
میدان یہ سنبھالیں گے تو افسری سنبھال
بیٹو! بڑھو دکھاؤ تم اپنے کمال کو
لے آؤ ابنِ فاطمہ زہرہ کے لال کو

میدان کی طرف جو چلے چاروں پیل تن
آوازِ پا سے اُن کی دھڑکنے لگا تھا رن
نیزہ بکف تھا سامنے شبّر کا گلبدن
چہرے پہ خوف اور نہ جبیں پر کوئی شکن
جوشِ وغا کا دل میں تلاطم لیے ہوئے
گلگوں لبوں پہ موجِ تبسم لیے ہوئے

www.emarsiya.com

آئے جو زد پہ تیغ کی میداں میں پہلواں
قاسم کی تیغ بن گئی اِک برق بے اماں !
جھپکی ذرا پلک تو کسی میں نہیں تھی جاں
فارغ سروں کے بار سے تھے چاروں نوجواں
تن سے جُدا ہوئے تھے جو مثلِ خیار سر
قاسم کے ایک وار نے کاٹے تھے چار سر

ارزق یہ حال دیکھ کے دیوانہ ہو گیا
سینے پہ ہاتھ مار کے چیخا وہ پُر دغا
میری کمائی لٹ گئی اب کچھ نہیں رہا
ہاں انتقام لینے کو میں خود ہی جاؤں گا
بے موت مر گئے مرے بیٹے شباب میں
میں سب کا خوں بہاؤں گا اِس کے جواب میں

آیا گرج کے جانبِ قاسم وہ خیرہ سر
نعرہ کیا کہ موت کا اب سامنا تو کر
دھوکے میں قتل کر دیئے تو نے مرے پسر
کاٹوں گا تیرے ہاتھوں کو اے طفلِ بےخبر
تو بچ کے میرے ہاتھ سے ہرگز نہ جائے گا
ٹکڑے کروں گا تیرے تو پھر چین آئے گا

www.emarsiya.com

مَیں وہ ہوں جس سے کانپیں شجاعانِ روم و شام
اہلِ فنونِ جنگ میں شہرت ہے میری عام
ہوتے ہیں لوگ رو بہ قفا سُن کے میرا نام
انگلی سے توڑ دیتا ہوں شمشیرِ بے نیام
اِک ضرب میری کوہِ گراں کو بھی توڑ دے
بہتر یہی ہے ہاتھ سے تلوار چھوڑ دے

قاسم یہ بولے بکتا ہے کیوں لاف اور گزاف
اپنی بڑائی شیوۂ جرأت کے ہے خلاف
قوت وہ ہے کہ جس کا عدو کر لے اعتراف
جاہل سمجھ کے جا تجھے کرتے ہیں ہم معاف
ہم تجھ سے ردّ و قدح کریں، وجہ ننگ ہے
ہاں وار کر سنبھل کے اگر قصدِ جنگ ہے

ارزق نے سُن کے نیزے کو اپنے سجو دی تکاں
آئی قریب قاسم گلرو کے جب سناں!
پہلو بچا کے، ڈانڈ پکڑ کر، کہا کہ ہاں
اب تو چھڑا سکے تو چھڑا اے عدوئے جاں
ممکن نہیں کہ وار کو میرے سنبھال لے
پہلے مری گرفت سے نیزہ نکال لے

www.emarsiya.com

ارزق نے اپنا زور سبھی کر دیا تمام
نیزے نے ہاتھ سے نہ لیا چھوٹنے کا نام
ہنس کر کہا یہ قاسمِ خوش رو نے، تیرہ فام
اب دیکھ قوتِ اسد اللہ کا مقام
طاقت کا جو غرور تھا سر میں وہ ٹل گیا
لے دیکھ، تیرے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا

نیزے کو چھینا، توڑ کے پھینکا بصد وقار
فرمایا زور دیکھ چکا موت کے شکار
ارمان رہ نہ جائے دِکھا اور کوئی وار
ارزق نے کھینچی نیام سے شمشیر آبدار
ابنِ حسن نے ڈھال کو مارا کلائی پر
تلوار چھوٹ کے دور گری وہ ترائی پر

اب تو بپھر کے اور بھی مچلا وہ بدخصال
کاندھے سے لے کے گرزِ گراں کو لیا سنبھال
قاسم نے سامنا کیا با جرأت و جلال
اِک ہاتھ میں تھی تیغ تو اک ہاتھ میں تھی ڈھال
آیا اُدھر سے گرز اِدھر سے سپر گئی
ظالم کی اپنے جھونک میں کہنی اتر گئی

www.emarsiya.com

گھبرا کے گرز ہاتھ سے پھینکا زمین پر
کھنی چڑھائی خوف سے دیکھا اِدھر اُدھر
ابنِ حسن کے پھر قد و قامت پہ کی نظر
ہیبت کا دِل پہ چھانے لگا اس قدر اثر
تھرّا کے سر سے تابقدم کانپنے لگا
دم بھر گیا لعین کا اور ہانپنے لگا

آواز ابن سعد نے دی ارزقِ جری
کیا دِل سے ختم ہو گیا احساسِ برتری
پامال ہو کے رہ گیا سب زعمِ خود سری
میں نے کہا نہ تھا کہ یہ ہے زورِ حیدری
ان پر نہ بس چلے گا یہ ایسے دلیر ہیں
بچے بھی خاندانِ رسالت کے شیر ہیں

ارزق کو سُن کے طعنہ ہوا سخت انفعال
قاسم سے بولا تو ہے ابھی طفلِ خورد سال
لایا نہیں ہوں کام میں ابتک میں کوئی چال
لنگر اکھاڑنا مرا کشتی میں ہے کمال
ہمت جو ہے تو آ میرا لنگر اکھاڑ دے
جب سمجھوں تو جری ہے جو مجھ کو پچھاڑ دے

www.emarsiya.com

قاسم نے مسکرا کے کہا مردِ پیل تن
قامت پہ اپنی ہوتا ہے کیوں اتنا لاف زن
پٹ کر اکڑنا کیا یہ سپاہی کا ہے چلن
آ زور کر کہ نشّہ ابھی ہو ترا ہرن
تو کیا ہے میں پہاڑ زمیں سے اکھاڑ دوں
عفریت سامنے ہو تو اُس کو پچھاڑ دوں

ارزق نے جُھک کے بند کمر کو پکڑ لیا
قاسم نے بڑھ کے بانیٔ شر کو پکڑ لیا
آنکھیں ملیں نظر نے نظر کو پکڑ لیا
خیمے میں شہ نے اپنے جگر کو پکڑ لیا
عباس سے کہا کہ عجب شان رب کی ہے
ہاتھی سے شیر لڑتا ہے ٹکر غضب کی ہے

ارزق نے زور کر کے یہ چاہا اِنھیں اٹھائے
ابنِ حسن زمیں سے ذرا سا بھی ہل نہ پائے
جھٹکے بہت لعیں نے دیئے پیچ و خم دکھائے
رن میں جمے رہے یونہی قاسم قدم جمائے
ارزق کے جسم میں جو لہو تھا نکل پڑا
ہر اک مسام تن سے پسینہ اُبل پڑا

www.emarsiya.com

قاسم نے جب یہ دیکھا کہ بے دم ہوا لعیں
بارِ بدن تو باقی ہے طاقت ذرا نہیں
پائے شقی کے نیچے ٹھہرتی نہیں زمیں
تھا اپنے دست و بازو کی قوت پہ خود یقیں
ارزق کا ہاتھ بندِ کمر سے جھٹک دیا
سر سے کیا بلند زمیں پر پٹک دیا

سینے پہ چڑھ کے پہلو میں خنجر اتار کے
آواز دی حسین کی جانب پکار کے
جوہر حضور دیکھ لئے جاں نثار کے
جی خوش ہے اب امام کے دشمن کو مار کے
آواز دی حسین نے بس کام ہو گیا
بیٹا، دلاوروں میں ترا نام ہو گیا

قاسم نے سن کے رخ جو کیا جانبِ حرم
اک بار جمع ہو گیا پھر لشکرِ ستم
جو سرنگوں ہوئے تھے وہ لہرا گئے علم
قاسم کے چلتے چلتے وہیں رک گئے قدم
جو تیغ نیام میں تھی وہ باہر نکل پڑی
اِک بار پھر دکھانے کو جوہر نکل پڑی

www.emarsiya.com

تلوار تھی کہ قہرِ خداوندِ ذوالجلال
ضربت سے اُس کی بچنے کا امکان تھا محال
نظریں نہ دیکھ پائیں کچھ ایسے غضب کی چال
مثلِ نہنگ توڑ دیئے دشمنوں کے جال

جس پر گری، نظر نہ وہ اپنی اُٹھا سکا
آیا جو سامنے وہی بچ کر نہ جا سکا

سر پر چمک کے ہاتھ کسی کا اڑا گئی
شانے سے آئی سینے میں دل میں سما گئی
اُتری کمر پہ ڈھال کو نیچے گرا گئی
دم بھر میں سینکڑوں کو ٹھکانے لگا گئی

تلوار تھی کہ برقِ جہندہ تھی جنگ میں
چورنگ کر کے سب کو رہی ایک رنگ میں

آیا نظر کہ جھوم کے اٹھی وہاں گری
باہر گری صفوں کے کبھی درمیاں گری
بجلی کی طرح چاٹ گئی سر جہاں گری
سمجھا نہ جا سکا کہ کہاں تھی کہاں گری

یوں لڑ رہا تھا آج بھتیجا امام کا
کوندا لپک رہا تھا وغا میں حُسام کا

www.emarsiya.com

گرنے لگی تھی ٹوٹ کے فوجوں کی صفِ صف
میدان صاف ہوتا تھا جاتی تھی جس طرف
جو رُک گیا وہ تیرِ اجل کا ہوا ہدف
میداں میں جیسے آگئے ہوں خود شہِ نجف
انداز تھے تمام شہِ قلعہ گیر کے
پھرتی تھی دشمنوں کی صفیں چیر چیر کے

گرمی کا وقت پیاس کی شدت لہو کا جوش
سوکھی ہوئی زباں لبِ قرآن خواں خموش
کچھ گرد و پیش کا نہ چپ و راست کا تھا ہوش
لاکھوں کے درمیان تھا قاسم سا سرفروش
طاقت جواب دینے لگی اُس دلیر کی
ہمت مگر بلند تھی شبّر کے شیر کی

جب تک بدن سے بہہ نہ گیا شیر کا لہو
لڑتا رہا ہزاروں سے تنہا وہ جنگ جو
باقی رہی نہ تاب و تواں جب بقدرِ مُو
مانندِ برگِ گل وہ گرا ہو کے قبلہ رُو
غل ہو گیا حسنؑ کا گلستاں اُجڑ گیا
رستے میں تھا جو کوہِ گراں وہ اکھڑ گیا

www.emarsiya.com

اے شہسوارو، موڑ لو باگیں فرار سے
اب بھاگنے کی وجہ نہیں کارزار سے
کوئی مقابلہ نہیں اُس گلعذار سے
نکلی نہیں ہے روح ابھی جسمِ زار سے
پامال کر دو لاش کو ٹکڑے بدن کرو
بے چین آج خلد میں روحِ حسن کرو

یہ سُن کے بھاگتے ہوئے بزدل پلٹ پڑے
کرنے لگے زبان سے دعوے بڑے بڑے
اک دوسرے سے کہتے تھے کیا خوب سب لڑے
اس شیر کو گرا دیا آخر کھڑے کھڑے
اس گلبدن پہ دل نہ پسیجا حسین کا
سکرات میں پڑا ہے بھتیجا حسین کا

گھوڑے بھگاتے آئے وہ مغرور بد شعار
قاسم کے جسم پر پڑیں ٹاپیں کئی ہزار
نیزوں سے چھیدتے گئے لاشے کو بار بار
آخر بدن کو چھوڑ گئی روحِ بیقرار
مضروب استخوان تھے کپڑے پھٹے ہوئے
چاروں طرف بکھر گئے اعضار کٹے ہوئے

www.emarsiya.com

پامال کر کے لاشۂ قاسم پلٹ گئے
بادل ستم کے جنگ کے میداں سے چھٹ گئے
اعضائے گل عذار جو میداں میں بٹ گئے
اہلِ حرم کے غم سے کلیجے الٹ گئے
عباس بولے ہائے یہ کیا حال ہو گیا
ابنِ حسن کا جسم بھی پامال ہو گیا

سمجھے تھے ہوں گی مادرِ قاسم تباہ حال
بیٹے کے غم سے بیوہ کا دل ہو گا پائمال
پُرسے کو آئے خیمے کے اندر وہ خوش خصال
دیکھا وہ صبر جس کی نہیں تھی کوئی مثال
آنسو نہیں تھا کوئی مژہ پہ رُکا ہوا
سر فرطِ شکر سے تھا زمیں پر جھکا ہوا

عباس اور حسین گئے سوئے رزم گاہ
قاسم کے غم سے سارا زمانہ لگا سیاہ
چادر میں جمع کر لیے اعضا دبا کے آہ
ہنستی تھی دیکھ دیکھ کے دشمن کی سب سپاہ
سالم نہ تھا وجودِ تنِ پاش پاش کا
لے آئے بابِ خیمہ پہ پشتارہ لاش کا

www.emarsiya.com

خیمے میں بیبیوں نے کیا غم سے شور و شین
کیا کہیئے کیا تھے مادرِ ابنِ حسن کے بین
کہتی تھیں ہم کو بس ہیں شہنشاہِ مشرقین
بیٹا مرا نثار سلامت رہیں حسین
لاشے کے ساتھ موت نہیں ہے عروس ہے
بچے کے بیاہ کا مرے لوگو جلوس ہے

اُف وہ حسن کا راج دلارا نہیں رہا
افسوس ماں کی آنکھ کا تارا نہیں رہا
اکبر کی ہمتوں کا سہارا نہیں رہا
بس اے صبا کہ ضبط کا یارا نہیں رہا
قاسم گئے عروجِ شہادت لئے ہوئے
اپنی جبیں پہ نقشِ عبادت لیے ہوئے

ہو کس طرح عطائے خداوند کا سپاس
تکمیل کس طرح سے ہوئی کیا کروں قیاس
فرصت قلیل کام بڑا اور دل اُداس
اغلاط پر نظر نہ کریں اب سخن شناس
تھا یادِ پنجتن کا مزا سازِ و سوز میں
یہ مرثیہ ہوا ہے فقط پانچ روز میں